سوال

نذر اطلاقاً (834) منع ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پ فرماتے ہیں کہ نذر اطلاقاً منع ہے اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض تھی کہ درج ذیل حدیث کی روشنی میں وضاحت طلب ہے :

(حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا نَذْرَ اِلَّا فِيْمَا يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ))

ر صرف ان چیزوں میں ہے جن سے اللہ کی رضا مطلوب ہو۔'']

ر دوسری روایت اس طرح تھی :

((اِنَّمَا النَّذْرُ فِيْمَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ))1 (مسند أحمد، ح : ٦٧١٤،٢٧٣٣)

ں روایت ابوداؤد/کتاب الایمان والنذور/باب الیمین فی قطیعۃ الرحمیں ہے۔

شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ان کی اسناد کو حسن کہا ہے۔

ت الرضیۃ علی الروضۃ الندیۃ/کتاب النذر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر اللہ کی اطاعت میں ماننی جائز ہے۔ (شاہد محمود، مدینہ منورہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ب لکھتے ہیں کہ ''آپ فرماتے ہیں کہ نذر اطلاقاً ممنوع ہے اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے۔''

نذر کا اطلاقاً ممنوع ہونا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے :

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ : اِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا، وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ))1

اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی البتہ اس کے ذریعے بخیل کا مال نکالا جا سکتا ہے۔'']

فظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

((وفی قول ابن عمر فی هذه الروایة : أَوَلَمْ تُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ، نظر لأن المرفوع الذی ذکره لیس فیه تصریح بالنهی، لکن جاء عن ابن عمر التصریح ففی الروایة التی بعدها من طریق عبداللہ بن مرة وهو الهمدانی بسکون المیم عن ابن عمر قال : نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النذر۔ وفی لفظ لمسلم من هذا الوجه : أَخَذَ رسول اللہ صلی اللہ

((وقال الحافظ فی الفتح : وقال الترمذی بعد أن ترجم کراهة النذر وأورد حدیث أبی هریرة، ثم قال : وفی الباب عن ابن عمر : والعمل علی هذا عند بعض اهل العلم من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرهم کرهوا النذر، وقال ابن المبارک : معنی الکراهة فی النذر فی الطاعة وفی المعصیة، فإن نذر الرجل فی الطاعة فوفی به فله ف

نذر1

تو آپ کا لکھنا ''اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے'' علی الاطلاق درست نہیں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نذر ممنوع ہے خواہ نذرِ اطاعت ہو خواہ نذرِ معصیت ہو، البتہ نذرِ اطاعت کو پورا کرنا فرض وضروری ہے جبکہ نذرِ معصیت کو پورا کرنا حرام ہے اور ممنوع ہے۔ 1

رہی آپ کی پیش کردہ روایت تو اس کی سند میں مغیرہ اور عبدالرحمن دو راوی ہیں جن پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے اگر اس کلام کو درخور اعتناء سمجھا جائے تو روایت کمزور قرار پاتی ہے لہٰذا کوئی اشکال وارد ہی نہیں ہوتا کیونکہ کمزور روایت کو لے کر صحیح متفق علیہ حدیث پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کمزو

کو حسن تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ نہی عن النذر والی احادیث سے متعارض نہیں کیونکہ اس کا معنی ومفہوم وہی ہے جو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ))2 علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے اس کی نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو ا

مائیں ((اِلَّا فِيْمَا يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ)) ((اِنَّمَا النَّذْرُ فِيْمَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ)) دونوں جملے خبریے ہیں اور حصر وقصر پر مشتمل ہیں تو ابو اسرائیل ((أَنْ يَقُوْمَ، وَلَا يَقْعُدَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ))3 صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے ایک آدمی کو کھڑے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے

ؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا [illegible] : ((والخبر صریح فی الأمر بوفاء النذر إذا کان فی طاعة [illegible] فی معصیة۔ فترک الترک هنا هو الصحیح۔

1اعتـ

2اعتـ

3میـ

خ(۲/۱۷۵)

ـ))   ۱۹/۱۲/۱۴۲۲ھ

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02ص793

محدث فتویٰ